ڈاکٹر انور علی☆

ڈاکٹر محمد اقبال نسلِ نو کے لیے ایک پُر اُمید شاعر و راہنما

Dr Muhammad Iqbal: An Optimistic Poet and Guide for the New Generation

Abstract

Muhammad Iqbal was a prominent Muslim leader, thinker, philosopher, and a poet full of hope in the last century. He was well-versed in Western sciences and philosophy, as well as in Quranic knowledge, which is evident in his poetry. He had a deep understanding of Islamic history, which enabled him to identify the causes of the rise and fall of Muslims. He sought to connect the younger generation with their ancestors, emphasizing that they achieved greatness by following the guidance of the Quran. However, he lamented that despite being part of that legacy, they were living in subjugation due to their unfamiliarity with Quranic teachings.The study of history reveals that the Muslim community has experienced many ups and downs. During the final period of British rule; Muslims were once again on the path of revival and renewal. For this reason, Dr Iqbal not only encouraged the youth of the Muslim community to rise again but also announced to them the promise of superiority in the world. Iqbal fundamentally sought a complete revolution, placing his hopes on the Muslim community,

☆استاد، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ٹوپی، صوابی

which he believed could bring about such a change by establishing a new system in the contemporary era. His concept of "Khudi" was the essence of this revolution, through which he anticipated the revival of Islam. This paper will discuss the revival of Islam and Iqbal's comprehensive philosophy, focusing on his role as a guide and symbol of hope for the younger generation, as well as his expectations for them.

Keywords: Iqbal, Poetry, Khudi, Youth, Islam, Muslims, Leader, Thinker.

علامہ محمد اقبالؒ گزشتہ صدی کے عظیم مسلم راہ نما، مفکر، فلسفی اور اُمید و توقعات سے بھرپور شاعر تھے۔ مغربی علوم و فلسفہ پر عبور کے ساتھ ساتھ قرآنی علوم سے بھی متّصف تھے جس کا اندازہ ان کی شاعری سے ہوتا ہے۔ تاریخ اسلام پر بھی گہری نظر تھی۔ اسی لیے مسلمانوں کے عروج و زوال کے اسباب جانتے تھے۔ نوجوان نسل کو ان کے اسلاف سے متعارف کرایا کہ قرآن کریم کی ہدایت کو اپنا کر دنیا میں عروج حاصل کیا لیکن تم ان ہی نسل ہو کر قرآنی تعلیمات سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے دنیا میں غلامی کی زندگی گزار رہے ہو۔ علامہ اقبال نے اس بات کو درج ذیل شعر میں یوں بتایا:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر[1]

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امتِ مسلمہ پر بہت سارے نشیب و فراز ہے۔ لیکن چونکہ قرآن اللہ تعالیٰ کا ابدی پیغام ہے اس لیے مسلمان تا قیامت رہیں گے اور یہی وجہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی تجدید کئی بار ہوئی۔ اور انگریز کی حکومت کے آخری دور میں مسلمان دوبارہ سے تجدید اور نشاۃ کی طرف گامزن تھے۔ اسی لیے مفکرِ اسلام ڈاکٹر اقبال نے نوجوانانِ امتِ مسلمہ کو دوبارہ اٹھنے کے لیے نہ صرف حوصلہ بڑھاتے رہے بلکہ عالم میں انہیں برتری کی خوشخبری بھی سنائی۔

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے

تلاطم ہائے دریاہی سے گوہر کی سیرابی

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے

شکوہ ترکمانی، ذہنِ ہندی، نطق اعرابی2

اسی طرح مسلمانوں کی نوجوان نسل کو وہ چیدہ صفات اپنانے کی ترغیب دی جن سے دنیا میں عالمِ انسانیت کی امامت اور قیادت کر سکے گا۔ ان تمام صفات کو اپنے ایک شعر میں جمع کر کے فرمایا:

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا3

علامہ محمد اقبال امت مسلمہ کی نئی نسل سے سے بہت زیادہ پُر امید تھے اور یہ چاہتے تھے کہ امت اپنے اسلاف کی خوبیوں سے متصف ہو کر آج پھر سے دنیا کی امامت کر سکتی ہے۔ دنیا میں مغرب کی طرح اس نے سائنس و ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کر لی اور اپنے اسلاف سے بھی رشتہ جوڑے رکھا تو کوئی وجہ نہیں کہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا ظہور دنیا میں ہو سکے۔ اسی لیے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا نصب العین اور لائحہ عمل اقبال نے اپنی شاعری میں پیش کیا۔ ضرب کلیم کے درج ذیل اشعار اس کی ترجمانی کرتے ہیں:

یقیں افراد کا سرمایہ تعمیر ملت ہے

یہی قوت ہے جو صورت گر تقدیر ملت ہے

تو رازِ کن فکاں ہے، اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا

خودی کا رازداں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا4

اقبال اصل میں ایک مکمل انقلاب کے خواہاں تھے اور اس کی امید انہیں مسلمان امت سے تھی جو عصرِ حاضر میں پورا نظام ہی جدید طرز پر بنا کر ہی انقلاب برپا کر سکتے تھے۔ اس کے لیے اقبال کا خودی کا نظریہ اس انقلاب کی روح تھی۔ جس کے ذریعہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی توقع تھی۔ اس مقالہ میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور اقبال کی ہمہ جہت حکمت کے حوالے سے نسلِ نو کے لیے ڈاکٹر اقبال بحیثیتِ راہنما اور امید کا استعارہ نیز نوجوانوں سے وابستہ ان کی توقعات کے بارے میں بحث کی جائے گی۔

مقاصدِ تحقیق

تحقیق ہذا کے درج ذیل مقاصد ہیں:

1. اقبال کی شاعری، دردِ دل اور نوجوانوں کے لیے دی گئی راہ نمائی و امید سے نسلِ نو کو متعارف کرانا۔
2. اقبال کی شاعری میں نوجوان نسل کے لیے اسلاف کے کارناموں کے تذکروں کے ذریعہ مطالعہ کا ذوق بیدار کرنا۔
3. اقبال کی نسلِ نو سے وابستہ توقعات سے انہیں روشناس کرانا۔
4. امت مسلمہ کے لیے درد اور کڑھن نسلِ نو میں پیدا کرنا۔

تعارف

ڈاکٹر محمد اقبال ایک عظیم فلسفی، شاعر، اور مفکر تھے جنہیں برصغیر کے مسلمانوں کی فکری اور سیاسی بیداری کا بڑا محرک سمجھا جاتا ہے۔ ان کا شمار اردو اور فارسی ادب کے اہم ترین شاعروں میں ہوتا ہے۔ اقبال نے فلسفہ، سیاست، اور شاعری میں نمایاں کارنامے سر انجام دیے اور اپنی فکر کے ذریعے برصغیر کے مسلمانوں میں خودی، خود شناسی، اور حریت کا پیغام دیا۔ یہ عظیم شخصیت 9 نومبر 1877ء کو شیخ نور محمد کے گھر میں پیدا ہوئی۔[5]

اقبال نے مغربی اور اسلامی فلسفے کا گہرا مطالعہ کیا اور ان دونوں میں ایک ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ وہ تصور خودی کے بانی ہیں، جو انسان کی ذات اور اس کی تخلیقی صلاحیتوں کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ ان کی شاعری میں اسلامی تاریخ، فلسفہ، اور مستقبل کے لیے ایک مضبوط ویژن پیش کیا گیا ہے۔

اقبال کو پاکستان کے قیام کا روحانی معمار بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی شاعری اور تقاریر نے مسلمانوں میں علیحدہ قومیت کا تصور ابھارا۔ ان کا خطبہ الہ آباد (1930) ایک اہم سنگ میل تھا، جس میں انہوں نے ایک علیحدہ مسلم ریاست کی ضرورت کو بیان کیا۔

ان کی مشہور کتب میں "بانگ درا"، "بال جبریل"، "ضرب کلیم"، اور "ارمغان حجاز" شامل ہیں، جبکہ ان کا فلسفیانہ کام "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" کو اسلامی فکر کے احیا کے طور پر جانا جاتا ہے۔

ڈاکٹر اقبال کی فکر اور شاعری آج بھی نوجوان نسل کو بیدار کرنے اور ان کی رہنمائی کے لیے انتہائی اہم ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال کا شمار ان چند مفکرین میں ہوتا ہے جنہوں نے نہ صرف مسلمانوں کو ان کی مذہبی شناخت کا احساس دلایا بلکہ ان کو اپنی خودی اور وجود کی حقیقت سے بھی روشناس کروایا۔ ان کی شاعری اور فلسفہ نسلِ نو کے لیے امید اور رہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔ اقبال نے ہمیشہ نوجوانوں کو اس بات کی تلقین کی کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو پہچانیں، خودی کے فلسفے کو اپنائیں اور دنیا کے چیلنجز کا سامنا ہمت اور جرات سے کریں۔

اب علامہ اقبال کی نوجوانوں کے لیے امید افزا نکات کو بیان کیا جائے گا:

1) اقبال کا تصورِ خودی اور نوجوانوں کے لیے پیغام

اقبال کا فلسفۂ خودی نسلِ نو کو اپنے اندر موجود عظمت اور قابلیت کا ادراک کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اقبال نے نوجوانوں کو اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کرنے اور دنیا میں اپنا مقام بنانے کی تاکید کی۔ انہوں نے اپنی شاعری میں بار بار اس بات پر زور دیا کہ نوجوان خواب دیکھیں، عمل کریں، اور مشکلات کے سامنے جھکنے کی بجائے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔

مثال:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے[6]

اقبال نسلِ نو کو فلسفۂ خودی کے ساتھ متّصف دیکھنے کے خواہشمند تھے، اسی لیے "خودی کی زندگی" کے عنوان سے اپنی کتاب ضربِ کلیم کے اشعار میں یوں خطاب کرتے ہیں:

تو رازِ کُن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا

خودی کا رازداں ہو جا خدا کا ترجماں ہو جا[7]

خودی میں ڈوب جا غافل، یہ سرِ زندگانی ہے

نکل کر حلقۂ شام و سحر سے جاوداں ہو جا[8]

در حقیقت اقبال اپنے نوجوان کو مغرب کا نقال ہونے کی بجائے اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کے خواہش مند تھے۔

اقبال کے فکر کا خاص محور "خودی" ہے۔ ان کے مطابق انسانیت کی تکمیل "خودی" کے پیدا ہونے کے بعد ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تمام تصورات کی طرح تعلیم کا مقصد بھی خودی کی نشو و نما ہے۔

بقول عبد السلام ندوی:

"ڈاکٹر صاحب کے نزدیک تعلیم کا اصلی مقصد خودی کی نشو و نما ہے۔"[9]

2) پر امیدی اور بلند حوصلگی

اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے نوجوانوں کو ہمت اور عزم کا درس دیا۔ ان کے نزدیک مشکلات زندگی کا حصہ ہیں، لیکن کامیابی انہی کو ملتی ہے جو مشکلات کو موقع بنا کر ان سے سیکھتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں۔ ان کی شاعری میں جابجا پر امیدی اور یقین کی طاقت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

مثال:

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں[10]

3) ملتِ اسلامیہ کی احیاء اور نوجوانوں کا کردار

اقبال کے نزدیک نوجوان امتِ مسلمہ کا مستقبل ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ نوجوانوں کو اپنی عظیم ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور ان سے کہا کہ وہ دنیامیں اسلام کی عظیم تہذیبی اقدار کی نمائندگی کریں۔

مثال:

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی11

علامہ اقبال کے اندر اسلام کی خدمت کا جذبہ والد کی طرف سے منتقل ہوا۔ ایک دن والد نے بیٹے سے کہا:

"میں نے تمہارے پڑھانے میں جو محنت کی ہے اس کا معاوضہ چاہتا ہوں"
لائق بیٹے نے بڑے شوق سے پوچھا "وہ کیا ہے؟"
باپ نے کہا "کسی موقع پر بتاؤں گا۔"
چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ کہا کہ "میری محنت کا معاوضہ یہ ہے کہ تم اسلام کی خدمت کرنا۔" بات ختم ہوگئی۔ ڈاکٹر اقبال کہتے تھے "ایک دن میں نے پوچھا کہ والد بزرگوار، آپ سے جو میں نے اسلام کی خدمت کا عہد کیا تھا وہ پورا کیا یا نہیں؟"
باپ نے بسترِ مرگ پر شہادت دی کہ "جانِ من، تم نے میری محنت کا معاوضہ ادا کر دیا۔" 12

اس سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر اقبال کے اسلام اور امتِ مسلمہ کی خدمت کے جذبات والد کی تربیت کے مرہونِ منت تھے اور یہی جذبہ اقبال مرحوم اپنی نوجوان نسل کے اندر دیکھنا چاہتے تھے۔ اور اسی کو انہوں نے اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔

اقبال اسلام کو ایک ایسی تعلیمی تحریک سمجھتے تھے جس کے ہر رکن سے درس و تدریس اور تعلیم و تربیت عیاں ہے۔ انھیں کے الفاظ میں:

"اسلام ایک خالص تعلیمی تحریک ہے۔ صدر اسلام میں اسکول نہ تھے، کالج نہ تھے، یونیورسٹیاں نہ تھیں لیکن تعلیم و تربیت اس کی ہر چیز میں ہے، خطبۂ جمعہ، عید، حج، وعظ غرض تعلیم و تربیت کے بے شمار مواقع اسلام نے بہم پہنچائے ہیں"۔ [13]

4) فطرت اور نوجوانوں کا تعلق

اقبال نے نوجوانوں کو قدرت سے جڑنے کی تلقین کی۔ ان کے نزدیک نوجوانوں کی صلاحیتوں کا اظہار فطرت کے قریب رہنے سے ممکن ہے۔ فطرت کے مناظر، پرندے، پہاڑ اور دریا، ان سب کو اقبال نے نوجوانوں کے حوصلے اور ہمت کی علامت بنایا۔

مثال :

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر

تو شاہین ہے، بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں 14

علامہ اقبال نے ایسے نوجوانوں سے محبت کا اظہار کیا ہے جو عالی حوصلہ اور بلند ہمت ہیں اور اپنے عزم و ارادے میں پختہ ہے جس کی وجہ سے بڑے بڑے معرکے سر کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اپنے اسے شعر میں ان کی ترجمانی کی ہے:

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے

ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند!15

5) جدوجہد اور عمل کی تعلیم

اقبال نے نوجوانوں کو محنت اور عمل کی تلقین کی۔ ان کے نزدیک عمل ہی انسان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے اور دنیا میں عزت و کامیابی عطا کرتا ہے۔

مثال:

عمل سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری 16

6) خواب اور حقیقت کا تعلق

اقبال نوجوانوں کو بڑے خواب دیکھنے کی ترغیب دیتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتاتے ہیں کہ خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کے لیے عمل اور محنت ضروری ہے۔ اور اقبال اپنے شاہین صفت نوجوان کو اسی فلسفۂ خودی کے ساتھ متّصف دیکھنے کے متمنی ہیں چنانچہ "خودی کی زندگی" کے عنوان سے ضربِ کلیم کے اشعار میں یوں مخاطب کرتے ہیں:

مثال:

تو رازِ کُن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا

خودی کا رازداں ہو جا خدا کا ترجماں ہو جا17

خودی میں ڈوب جا غافل، یہ سرِ زندگانی ہے

نکل کر حلقۂ شام و سحر سے جاوداں ہو جا18`

اسی طرح فرماتے ہیں:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے 19

اقبال کا پیغام نوجوانوں کے لیے امید، عزم اور ترقی کا پیغام ہے۔ وہ ہمیشہ نوجوانوں کو اپنی قابلیت اور صلاحیتوں پر یقین کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اور انہیں دنیا میں ایک نیا اور بہتر مقام حاصل کرنے کے لیے تیار کرتے ہیں۔ ان کی شاعری نسلِ نو کو ایک بہتر مستقبل کے خواب دکھاتی ہے اور ان خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کی راہ دکھاتی ہے۔

7) فکرِ اقبال اور روحانی ارتقاء

اقبال نوجوانوں کو محض مادی کامیابی کی طرف راغب نہیں کرتے بلکہ روحانی ارتقاء کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں۔ ان کے نزدیک حقیقی کامیابی وہ ہے جس میں انسان اپنے باطن کی ترقی اور اپنے روحانی وجود کی بلندی کو بھی سمجھ سکے۔ ان کی شاعری میں اللہ کی محبت، بندگی اور سچائی کو اہمیت دی گئی ہے۔

مثال:

یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی

اخوت کی جہاں گیری، محبت کی فراوانی20

8) اجتہاد اور نیا زمانہ

اقبال نے نوجوانوں کو یہ پیغام دیا کہ وہ زمانے کی تبدیلیوں کو سمجھے اور اجتہاد کی روشنی میں نئے زمانے کے تقاضوں کا مقابلہ کریں۔ انہوں نے ماضی کی عظمت کو یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ جدید دنیا کے مسائل کا حل تلاش کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

مثال:

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں

ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں21

9) قومی و عالمی شعور

اقبال نے نوجوانوں کو اپنی قوم کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر بھی اپنی پہچان اور مقام بنانے کی تلقین کی۔ ان کے نزدیک دنیا کے معاملات سے آگاہی، عالمی مسائل کی سمجھ اور ان کا حل تلاش کرنا ہر نوجوان کی ذمہ داری ہے۔

مثال:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ 22

اقبال نے یورپ سے واپسی پر یہ فیصلہ کر لیا کہ باقی عمر میں شاعری سے کو احیائے ملت کا کام میں استعمال کیا جائے گا۔ چنانچہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم علامہ اقبال کے الفاظ کو اپنی کتاب "فکرِ اقبال" میں نقل کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"حضرت اقبال فرماتے تھے کہ میرے والد نے مجھ سے یہ خواہش کی تھی اور مجھے نصیحت کی تھی کہ اپنے کمال کو اسلام کی خدمت میں صرف کرنا"۔ [23]

چنانچہ نوجوانوں کو اس پر ابھارتے رہے کہ اپنے اسلاف کی گم گشتہ میراث کو حاصل کرنے کی سعی و کوشش کرو۔

10) اقبال کا مردِ مومن

اقبال کی شاعری میں "مردِ مومن" کا تصور ایک ایسا انسان ہے جو ایمان، عمل، عشق اور جرات سے سرشار ہو۔ اقبال نوجوانوں کو مردِ مومن کی خصوصیات اپنانے کی ترغیب دیتے ہیں تاکہ وہ دنیا میں بہترین کردار ادا کر سکیں۔

مثال:

نشانِ مردِ مومن باتو گویم

چو مرگ آید تبسم بر لب اوست 24

اقبال فرماتے ہیں کہ مردِ مومن کی تمہیں نشانی بتاتا ہوں کہ جب اسے موت آتی ہے تو اس کے لبوں پر تبسم ہوتا ہے اور مسکراہٹ کی حالت میں دنیا سے جاتا ہے۔ یہ شعر اقبال نے وفات سے ایک دن قبل کہا تھا۔[25]

علامہ محمد اقبال کا "مرد مومن" ایک ایسا شخص نہیں ہو سکتا جو زندگی میں کہیں ڈگمگا جائے اور عمل مسلسل سے اس کے پائے استقلال میں کہیں لغزش آجائے۔ اقبال کے مرد مومن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ غرور و گھمنڈ سے کوسوں دور ہے اور خدا کا فرمانبر دار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ محبت واخوت کا پیکر ہے اور مساوات کا علمبر دار ہے۔ مرد مومن کے حوالے سے جناب سید افضل امام تحریر کرتے ہیں۔

> "اقبال کا مرد مومن اس قدر جانباز ہے کہ بغیر تیغ بھی لڑتا ہے۔ اسے کسی عصا کی ضرورت نہیں۔ شبِ ہجرت، دشمنوں کے محاصرہ میں تلواروں کے سائے میں سوتا ہے مگر کوئی تلوار باندھنے کی ضرورت نہیں محسوس کرتا ہے۔" [26]

11) مغرب کی تقلید سے اجتناب

اقبال نے مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کی مخالفت کی اور نوجوانوں کو اپنی تہذیب اور اقدار کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کی۔ ان کے نزدیک مغرب کی مادی ترقی میں روحانیت کی کمی ہے، اور نوجوانوں کو اپنی تہذیبی جڑوں سے جڑے رہنا چاہیے۔

مثال:

تھا جو ناخوب، بتدریج وہی خوب ہوا

کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر27

ڈاکٹر صاحب "ضرب کلیم" میں "تعلیم و تربیت" کے عنوان سے مقصدِ تعلیم بیان کیا ہے۔ ان کے نزدیک موجودہ نظام تعلیم میں خودی کی تعلیم کی ضرورت کے ساتھ ساتھ مذہب و اخلاق کی تعلیم دی جانی چاہیے کیونکہ خودی پر مذہبی تعلیم و تربیت موقوف ہے۔ چنانچہ عبد السلام ندوی لکھتے ہیں:

"یہی خودی ہے جس کی تعلیم اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں نہیں دی جاتی بلکہ ان میں ایسی غلامانہ تعلیم دی جاتی ہے جس سے خودی کے تمام احوال و مقامات پوشیدہ رہ جاتے ہیں"۔ [28]

12) اقبال اور اسلام کا آفاقی پیغام

اقبال نے نوجوانوں کو یہ یاد دلایا کہ اسلام کا پیغام آفاقی ہے، اور اس کی روشنی میں پوری دنیا کو امن، عدل اور مساوات کا سبق دیا جا سکتا ہے۔ ان کے نزدیک نوجوان وہ اہم قوت ہیں جو اس پیغام کو عام کر سکتے ہیں اور دنیا کو ایک بہتر مقام بنا سکتے ہیں۔

مثال:

یقینِ محکم، عملِ پیہم، محبت فاتحِ عالم

جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں 29

ڈاکٹر محمد اقبال کی شاعری اور فکر نوجوانوں کے لیے ایک واضح اور پر امید راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ انہوں نے ہر قدم پر نوجوانوں کو عظمت، عمل، روحانیت، اور دنیا میں مثبت تبدیلی لانے کے لیے تیار کیا۔ اقبال کی شاعری ایک خواب نہیں بلکہ ایک مکمل فلسفہ ہے جو ہر نوجوان کے لیے ایک عملی زندگی کا نقشہ پیش کرتی ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال کے پیغام کو اپنی زندگی کا مقصد بنانے اور اس پر عمل کرنے کے لیے عربی کے مشہور و معروف مفکر عبد الوہاب عزام بک اپنے ایک مضمون "اقبال کا پیغام" میں لکھتے ہیں:

"مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اقبال کے پیغام کی عظمت کا احترام کریں، اس کے پیش کردہ طریق کو اپنا آئین بنائیں، اس کی دعوت پر لبیک کہیں اور اس کے کلام کو اسلامی اور غیر اسلامی زبانوں میں شائع کریں۔" [30]

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ اقبال نے اپنے کلام سے نہ صرف اپنے زمانے کے لوگوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ نسلِ نو کے لیے بھی انہوں نے راہنمائی اور امید کا راستہ ہموار کیا ہے۔

13) عشقِ رسول ﷺ اور نوجوانوں کی تربیت

اقبال کی فکر میں عشقِ رسول ﷺ کو مرکزیت حاصل ہے، اور وہ اسے نوجوانوں کی تربیت اور کردار سازی کا لازمی جزو سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک حضور ﷺ کی تعلیمات کو اپنانا اور ان کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی میں نافذ کرنا نوجوانوں کے لیے لازم ہے تاکہ وہ نہ صرف دنیا میں کامیابی حاصل کریں بلکہ آخرت میں بھی سرخرو ہوں۔

مثال:

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں31

علامہ محمد اقبال نے مقامِ رسالت و نبوت پر جو کچھ تحریر کیا ہے وہ کوئی رسمی تحریریں نہیں ہیں۔ اقبال کو حضور ﷺ سے سچی عقیدت تھی۔ اسی لیے ہمیں اقبال کے کلام میں جابجا نبی کریم ﷺ کے متعلق اظہارِ خیال ملتا ہے۔ سید عابد علی عابد شعرِ اقبال میں لکھتے ہیں:

"اقبال نے مقامِ رسالت پر جو کچھ لکھا ہے وہ بلند، بزرگ اور معنی خیز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول پاکؐ سے اقبال کی عقیدت رسم و روایت پر مبنی نہیں بلکہ ذاتی فکر اور عمیق سوچ بچار کا نتیجہ ہے"۔[32]

14) شاہین کا تصور

اقبال نے نوجوانوں کو ایک شاہین سے تشبیہ دی ہے، جو بلند پرواز، خودمختار اور سخت جان ہوتا ہے۔ شاہین کا استعارہ نوجوانوں کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ اونچے مقاصد کے لیے جدوجہد کریں اور زندگی میں مشکلات سے گھبرانے کی بجائے ان کا سامنا کریں۔ شاہین کی طرح وہ دنیاوی لذتوں میں نہ کھو جائیں بلکہ اپنی منزل کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔

مثال:

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا

پُر دم ہے اگر تُو، تو نہیں خطرہ اُفتاد 33

شاہین جیسے پرندے کی صفات کو آگے رکھتے ہوئے نسلِ نو اپنے لیے کامیابی کے راستے کا انتخاب کر سکتی ہے۔ وحید عشرت اپنی کتاب "اقبالیات کے سو سال" میں لکھتے ہیں:

"اقبال کے خیال میں پرندے کی تمام خصوصیات مسلمان میں موجود ہیں۔ یہ اپنے بلند مقاصد کے حصول کے لیے دنیا سے الگ تھلگ اور بے چین رہتا ہے"۔[34]

اسی طرح اپنے نوجوان کو شاہین صفت بتاتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور اس کو اس کی الگ پہچان سے روشناس کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں

شاہیں کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور35

15) زمانے کے خلاف بغاوت کا درس

اقبال نوجوانوں کو روایتی نظام اور فرسودہ سوچ کے خلاف بغاوت کا درس دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک نوجوانوں کو اپنی عقل، فطری صلاحیتوں اور علم کے ذریعے زمانے کے بے بنیاد اصولوں کو چیلنج کرنا چاہیے اور اپنے لیے نئے راستے تراشنے چاہئیں۔

مثال:

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ

کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں 36

16) اقبال کا نظریۂ تعلیم

اقبال نے تعلیم کو نسلِ نو کی تربیت اور ترقی کا اہم ذریعہ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک تعلیم کا مقصد صرف معلومات حاصل کرنا نہیں، بلکہ شخصیت کی مکمل تعمیر کرنا ہے۔ وہ تعلیم کو فکری آزادی، اخلاقی تربیت، اور سماجی خدمت کے ساتھ جوڑتے ہیں۔

مثال:

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر

نیا زمانہ، نئے صبح و شام پیدا کر37

علامہ محمد اقبال اپنی اسی کڑھن اور درد کو بیان کرتے ہوئے نیاز احمد خان کو 1931ء کے ایک خط لکھتے ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو نسلِ نو کی تعلیم و تربیت اور پھر خاص کر مذہبی تعلیم کے حوالے سے کتنی زیادہ فکر مندی تھی۔ چنانچہ ڈاکٹر اقبال مرحوم لکھتے ہیں:

"مذہبی مسائل بالخصوص اسلامی مذہبی مسائل کے فہم کے لیے ایک خاص تربیت کی ضرورت ہے افسوس کہ مسلمانوں کی نئی پود اس سے بالکل کوری ہے جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تعلیم کا تمام تر غیر دینی ہو جانا اس مصیبت کا باعث ہوا ہے"۔ 38

17) نوجوانوں کی ذمہ داری

اقبال نے نوجوانوں پر اس بات کی ذمہ داری ڈالی کہ وہ خود کو علم، کردار اور عمل سے آراستہ کریں تاکہ وہ اپنی قوم اور ملت کے لیے بہترین خدمات سرانجام دے سکیں۔ انہوں نے بارہا نوجوانوں کو احساس دلایا کہ ان کی محنت اور جدوجہد قوم کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ علم اور محنت کے ذریعہ نوجوان آگے بڑھ سکتے ہیں اور اقوامِ عالم کا مقابلہ کرنے کی استعداد اپنے اندر پیدا کر سکتے ہیں چنانچہ علم کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے فرماتے ہیں:

مثال:

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے

زندگی سوزِ جگر ہے، علم ہے سوزِ دماغ 39

18) مردِ کامل کی تعمیر

اقبال کا فلسفہ مردِ کامل نوجوانوں کے لیے ایک مثالی کردار ہے، جو اپنی فکری اور عملی زندگی میں اعلیٰ اقدار کا حامل ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک مردِ کامل وہ شخص ہے جو ایمان، اخلاق اور عمل میں بے مثال ہو اور جس کی زندگی کا مقصد خدا کی رضا ہو۔

مثال:

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور

موت کیا شے ہے؟ فقط عالمِ معنی کا سفر40

19) مشرقی تہذیب کی عظمت

اقبال نے نوجوانوں کو اپنی مشرقی تہذیب پر فخر کرنے اور اس کی عظمت کو پہچاننے کا درس دیا۔ انہوں نے

مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے مقابلے میں مشرق کی روحانی اور اخلاقی اقدار کو بلند تر قرار دیا، اور نوجوانوں سے کہا کہ وہ اپنی تہذیبی شناخت کو برقرار رکھیں۔

مثال:

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری

تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا41

علامہ محمد اقبال کا قرآن کریم کی طرف رجوع اصل میں مغرب کی تعلیم و تہذیب کے ردعمل کا نتیجہ تھا۔ اور یہی وجہ تھی قرآن کو اپنی کا موضوع بنایا۔ اور مسلمانوں کو تعلیم دی کی قرآن کریم کے آغوش میں آکر ہی عافیت مل سکتی ہے ورنہ مغرب کی تہذیب و تمدن کا سیلاب مسلمانوں کی تہذیب کو بہا کرلے جائے گا۔ اسی لیے مغرب کی تہذیب کی اصلیت سے واقف ہونے کے بعد اقبال قرآن مجید کے اور زیادہ قریب ہو گیا۔ ابوالاعلیٰ مودودی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"مغربی تعلیم و تہذیب کے سمندر میں قدم رکھتے وقت وہ (اقبال) جتنا مسلمان تھا، اس کے منجدھار میں پہنچ کر اس سے زیادہ مسلمان پایا گیا۔ اس کی گہرائیوں میں جتنا اترتا گیا اتنا ہی زیادہ مسلمان ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اس کی تہہ میں جب پہنچا تو دنیا نے دیکھا کہ وہ قرآن میں گم ہو چکا ہے اور قرآن سے الگ اس کا کوئی فکری وجود باقی نہیں رہا۔ جو کچھ وہ سوچتا تھا قرآن کے دماغ سے سوچتا تھا جو کچھ دیکھتا تھا وہ قرآن کی نظر سے دیکھتا تھا۔ " 42

اقبال کئی سال تک مختلف علوم سے استفادہ حاصل کرتے رہے، دنیا کی اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں اور بہترین اساتذہ سے فیض یاب ہوئے لیکن ان کے نزدیک اصل حقیقت صرف اور صرف قرآن مجید ہے اور اسی طرح قرآن ان کے نزدیک تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔

20) اسلامی یکجہتی اور نوجوانوں کا کردار

اقبال کی شاعری میں اسلامی اتحاد اور یکجہتی کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ وہ نوجوانوں کو اس بات کی ترغیب دیتے ہیں کہ وہ مسلم امہ کے اتحاد کو برقرار رکھیں اور ملتِ اسلامیہ کو ایک مضبوط اور کامیاب قوت بنانے کے لیے اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں۔

مثال:

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک

ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک 43

ڈاکٹر اقبال نے "ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر" کے عنوان سے 1910ء میں علی گڑھ یونیورسٹی میں ایک مقالہ پڑھا، جس میں بھی انھوں نے دور جدید کے تقاضوں کے مطابق اسلامی تعلیمات پر زور دیتے ہوئے کہا ہے:

"ہندوستان میں اسلامی یونیورسٹی کا قیام ایک اور لحاظ سے بھی نہایت ضروری ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہماری قوم کے عوام کے اخلاقی تربیت کا کام ایسے علماء اور واعظ انجام دے رہے ہیں جو اس خدمت کی انجام دہی کے پوری طرح سے اہل نہیں اس لیے کہ ان کا مبلغ علم اسلامی تاریخ اور اسلامی علوم کے متعلق نہایت ہی محدود ہے۔ اخلاق اور مذہب کے اصول و فروغ کی تلقین کے لیے موجودہ زمانے کے واعظ کو تاریخِ اقتصادیات اور عمرانیات

کے حقائق عظیم سے آشنا ہونے کے علاوہ اپنی قوم کے ادب اور تخیل میں پوری طرح

دسترس رکھنی چاہیے"۔[44]

21) اقبال کا مستقبل کی پیشین گوئی

اقبال نے اپنی شاعری میں نہ صرف حال کی بات کی بلکہ مستقبل کے امکانات کی بھی نشاندہی کی۔ ان کے نزدیک نوجوان وہ طاقت ہیں جو آنے والے دور میں دنیا کا نقشہ بدل سکتے ہیں، اور اگر وہ اقبال کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہوں تو وہ نہ صرف اپنی قوم بلکہ پوری انسانیت کے لیے روشنی کا مینار بن سکتے ہیں۔ اس حقیقت کا اظہار علامہ اقبال نے بہت خوبصورت انداز میں زیرِ نظر شعر میں کیا ہے:

مثال:

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں

نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں[45]

اسی طرح نوجوان کو مستقبل کے لیے تیار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو، زباں تو ہے

یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے[46]

نتائج بحث

ڈاکٹر محمد اقبال نے اکسٹھ سالہ مصروف زندگی گزارنے کے بعد 21 اپریل 1938ء داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔[47] آپ کی شخصیت اور شاعری نوجوانوں کے لیے ایک عظیم مشعلِ راہ ہے۔ ان کی فکر میں عمل، جدوجہد، ایمان، عشق اور خودی کا فلسفہ نوجوانوں کو ایک بہتر، بامقصد اور کامیاب زندگی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اقبال کے نظریات آج بھی اتنے ہی معنی خیز اور پر اثر ہیں جتنے ان کے زمانے میں تھے، اور نسلِ نو کے لیے ان کی تعلیمات ہر دور میں راہنمائی فراہم کرتی رہیں گی۔

حوالہ جات

1 ڈاکٹر محمد اقبال، بانگ درا، جوابِ شکوہ، مطبوعات شیخ غلام علی (ادبی مارکیٹ، چوک انار کلی، لاہور، 1976ء)، ص40

2 ایضًا، طلوعِ اسلام، ص 51

3 ایضًا، ص 52

4 ایضًا،

5 شعبہ ادبیات، اقبال اکیڈمی پاکستان، حیاتِ اقبال، (طیب اقبال پرنٹرز لاہور، 2004ء)، ص3

6 ڈاکٹر محمد اقبال، بالِ جبریل، غزل نمبر 33، مطبوعات شیخ غلام علی، (ادبی مارکیٹ، چوک انار کلی، لاہور، 1976ء)، ص10

7 بانگِ درا، طلوعِ اسلام، ص 52

8 ایضًا، ص 53

9 عبد السلام ندوی، اقبال کامل، (نیشنل بک فاؤنڈیشن لاہور، 1989ء)، ص339

10 بالِ جبریل، ص11

11 ایضًا، غزل نمبر 7، ص2

12 ڈاکٹر غلام مصطفی خاں، اقبال اور قرآن، (اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، طبع ثالث، 1994ء)، ص9

13 عبد الغنی، مضامینِ اقبال، (احمد حسین جعفر علی تاجران کتب، حیدرآباد، 1943ء)، ص 32

14 بالِ جبریل، ایک نوجوان کے نام، ص23

15 ایضًا، خوشحال خاں کی وصیت، ص29

16 بانگِ درا، طلوعِ اسلام، ص53

17 ایضًا، ص 52

18 ایضًا، طلوعِ اسلام، ص 53

19 بالِ جبریل، غزل نمبر 33، ص10

20 بانگِ درا، طلوعِ اسلام، ص52

21 ایضًا، ص29

22 ڈاکٹر محمد اقبال، ضربِ کلیم، (مطبوعات شیخ غلام علی، ادبی مارکیٹ، چوک انار کلی، لاہور، 1976ء)، ص31

23 خلیفہ عبد الحکیم، ڈاکٹر، فکرِ اقبال، (بزم اقبال، لاہور، 1985ء)، ص73

24 شعبہ ادبیات، اقبال اکیڈمی پاکستان، حیاتِ اقبال، (طیب اقبال پرنٹرز لاہور، 2004ء)، ص30

25 ایضًا، ص30

26 پروفیسر سید افضل امام، ”علامہ اقبال کی اساسِ فکر“ (ساہتیہ بھنڈار چاہ چند، الہ آباد، 2006ء)، ص 13
27 ضربِ کلیم، ص 2
28 اقبال کامل، ص: 339
29 بانگِ درا، طلوعِ اسلام، ص 52
30 عبد الوہاب عزام بک، علامہ کا پیغام، مشمولہ 'علامہ اقبال: حیات، فکر و فن' مرتب ڈاکٹر سلیم اختر، (سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2003ء)، ص 892
31 بانگِ درا، جوابِ شکوہ، ص 41
32 سید عابد علی عابد، شعر اقبال، (بزمِ اقبال، لاہور، سن ندارد)، ص 208
33 ضربِ کلیم، اسرارِ پیدا، ص 12
34 وحید عشرت، اقبالیات کے سو سال، (اقبال اکادمی لاہور، 1989ء)، ص 9
35 بالِ جبریل، ایک نوجوان کے نام، ص 23
36 بانگِ درا، طلوعِ اسلام، ص 54
37 بالِ جبریل، جاوید کے نام، ص 28
38 سید مظفر حسین برنی، کلیات مکاتیب اقبال (اردو اکادمی، دہلی، انڈیا، 1993ء) جلد 3، ص 192
39 ضربِ کلیم، تربیت، ص 13
40 ایضًا، لاہور و کراچی، ص 9
41 بانگِ درا، ترانہ ملی، ص 31
42 سید ابوالاعلیٰ مودودی، حیات اقبال کا سبق مشمولہ رسالہ جوہر (اقبال نمبر) (مکتبہ جامعہ، دہلی، 1938ء)، ص 73
43 بانگِ درا، جوابِ شکوہ، ص 39
44 عبد الغفار شکیل، اقبال کے نثری افکار، (انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی، 1977ء)، ص: 236
45 بالِ جبریل، ایک نوجوان کے نام، ص 23
46 بانگِ درا، طلوعِ اسلام، ص 52
47 حیاتِ اقبال، ص 30

ماخذات

اقبال، ڈاکٹر محمد: بانگ درا، لاہور: ادبی مارکیٹ، چوک انار کلی، 1976ء
اقبال، ڈاکٹر محمد: بالِ جبریل، لاہور: ادبی مارکیٹ، چوک انار کلی، 1976ء

اقبال، ڈاکٹر محمد : ضربِ کلیم، لاہور: ادبی مارکیٹ، چوک انار کلی، 1976ء

اقبال، ڈاکٹر محمد، مرتب عبد الغنی: مضامینِ اقبال، حیدر آباد: احمد حسین جعفر علی تاجران کتب، 1943ء

امام، پروفیسر سید افضل: علامہ اقبال کی اساس فکر، الہ آباد: ساہتہ بھنڈار چاہ چند، 2006ء

برنی، سید مظفر حسین: کلیات مکاتیب اقبال دہلی: اردو اکادمی، انڈیا، 1993ء

خلیفہ عبد الحکیم، ڈاکٹر: فکر اقبال، لاہور: بزم اقبال، 1985ء

سلیم اختر، ڈاکٹر، (مرتب) 'علامہ اقبال: حیات، فکر و فن'، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2003ء

شعبہ ادبیات، اقبال اکیڈمی پاکستان: حیاتِ اقبال، لاہور: طیب اقبال پرنٹرز، 2004ء

شکیل، عبد الغفار : اقبال کے نثری افکار، دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، 1977ء

عابد، سید عابد علی: شعر اقبال، لاہور: بزم اقبال، س۔ن

عشرت، وحید: اقبالیات کے سو سال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1989ء

غلام مصطفی خاں، ڈاکٹر: اقبال اور قرآن، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع ثالث، 1994ء

ندوی، عبد السلام: اقبال کامل، لاہور: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1989ء

رسالہ جوہر (اقبال نمبر)، دہلی: مکتبہ جامعہ، 1938ء

References:

1. Dr. Muhammad Iqbal , Bang-e-Dara, Jawab-e-Shikoh , Matbuat Sheikh Ghulam Ali (Adabi Market, Chowk Anarkali, Lahore, 1976), p. 40
2. Tulu-e-Islam , p. 51
3. Ibid. , p. 52
4. Ibid.
5. Shoba-e-Adabiyat, Iqbal Academy Pakistan, Hayat-e-Iqbal,(Tayyib Iqbal Printers Lahore, 2004), p. 3
6. Dr. Muhammad Iqbal , Bal-e-Jibril, Ghazal Number 33 , Matbuat Sheikh Ghulam Ali (Adabi Market, Chowk Anarkali, Lahore, 1976), p. 10
7. Bang-e-Dara, Tulu-e-Islam , p. 52
8. Ibid. , p. 53
9. Abdul Salam Nadvi , Iqbal Kamil , (National Book Foundation Lahore, 1989), p. 339
10. Bal-e-Jibril , p. 11

11. Ibid., Ghazal Number 7 , p. 2

12. Dr.Ghulam Mustafa Khan,Iqbal aur Quran ,(Iqbal Academy Pakistan, Lahore,Third Edition,1994),p. 9

13. Abdul Ghani , Mazaameen-e-Iqbal, (Ahmed Hussain Jafar Ali Tajran Kutub, Hyderabad, 1943), p. 32

14. Bal-e-Jibril, Ek Nojawan ke Naam , p. 23

15. Ibid., Khushhal Khan ki Wasiyat , p. 29

16. Bang-e-Dara, Tulu-e-Islam , p. 53

17. Ibid. , p. 52

18. Bang-e-Dara, Tulu-e-Islam , p. 53

19. Bal-e-Jibril, Ghazal Number 33 , p. 10

20. Bang-e-Dara, Tulu-e-Islam , p. 52

21. Ibid. , p. 29

22. Dr. Muhammad Iqbal , Zarb-e-Kaleem , (Matbuat Sheikh Ghulam Ali, Adabi Market, Chowk Anarkali, Lahore, 1976), p. 31

23. Khalifa Abdul Hakeem, Dr. , Fikr-e-Iqbal , (Bazm-e-Iqbal, Lahore, 1985), p. 73

24. Shoba-e-Adabiyat, Iqbal Academy Pakistan, Hayat-e-Iqbal , (Tayyib Iqbal Printers Lahore, 2004), p. 30

25. Ibid. , p. 30

26. Professor Syed Afzal Imam , "Allama Iqbal ki Asas-e-Fikr" , (Sahitya Bhandar Chaah Chand, Allahabad, 2006), p. 13

27. Zarb-e-Kaleem , p. 2

28. Iqbal Kamil , p. 339

29. Bang-e-Dara, Tulu-e-Islam , p. 52

30. Abdul Wahab Azzam Book , Allama ka Paigham , in 'Allama Iqbal: Hayat, Fikr o Fun' , edited by Dr. Saleem Akhtar, (Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2003), p. 892

31. Bang-e-Dara, Jawab-e-Shikoh , p. 41

32. Syed Abid Ali Abid , She'r-e-Iqbal , (Bazm-e-Iqbal, Lahore, undated), p. 208

33. Zarb-e-Kaleem, Asrar-e-Paida , p. 12

34. Waheed Ishrat , Iqbaliyat ke Sau Saal , (Iqbal Academy Lahore, 1989), p. 9

35. Bal-e-Jibril, Ek Nojawan ke Naam , p. 23

36. Bang-e-Dara, Tulu-e-Islam , p. 54

37. Bal-e-Jibril, Javed ke Naam , p. 28

38. Syed Muzhar Hussain Barni , Kulliyat Makateeb-e-Iqbal , (Urdu Academy, Delhi, India, 1993), Vol. 3, p. 192

39. Zarb-e-Kaleem, Tarbiyat , p. 13

40. Ibid. , Lahore-o-Karachi , p. 9

41. Bang-e-Dara, Tarana-e-Millie , p. 31

42. Syed Abul A'la Maududi , Hayat-e-Iqbal ka Sabaq , in Majmua Risaalah Johar (Iqbal Number) , (Maktaba Jamia, Delhi, 1938), p. 73

43. Bang-e-Dara, Jawab-e-Shikoh , p. 39

44. Abdul Ghaffar Shakeel , Iqbal ke Nasri Afkaar , (Anjuman Taraqqi Urdu [Hind], Delhi, 1977), p. 236

45. Bal-e-Jibril, Ek Nojawan ke Naam , p. 23

46. Bang-e-Dara, Tulu-e-Islam , p. 52

47. Hayat-e-Iqbal , p. 30